قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 28 ستمبر 2021ء | 20 صفر 1443 ہجری قمری | 28 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:230

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قیامت کے روز سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ شخص

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اس دن کے خطرات سے اور ہولناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ وہ شخص ہو گا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔ فرمایا کہ میرے لئے تو اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا درود ہی کافی تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ثواب پانے کا ایک موقع بخشا ہے کہ تم درود بھیجو۔

(کنزالعمال جزء اول صفحہ ۲۵۴ کتاب الاذکار / قسم الاقوال حدیث نمبر 2225 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

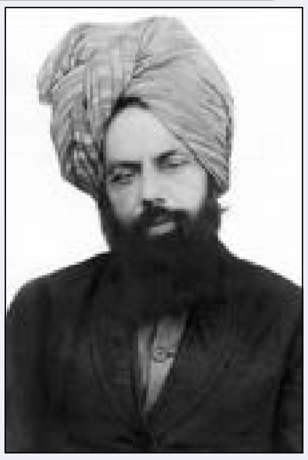

درود میں برکت اور حکمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک مرید کو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہیے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں ...

... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 534-535 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 18)

پھر درود کی حکمت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقۂ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیّت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 535 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 18)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب: 57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور ہر قوم کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے اس کی مدد کے سامان بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے خود فرما رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نہ پہلے کبھی کامیاب ہو سکے، نہ اب کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ اس لئے اس کی تو ایک حقیقی مسلمان کو فکر ہی نہیں ہونی چاہئے کہ اسلام کو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کوئی دنیاوی کوشش نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ہاں جو کام اللہ تعالیٰ نے حقیقی مسلمان کے ذمّہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح وہ اور اس کے فرشتے اس نبی کے مقام کو اونچا کرنے کے لئے اس پر رحمت بھیج رہے ہیں تم اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیارے، کامل، مکمل اور آخری نبی پر بیشمار درود اور سلام بھیجو۔ پس یہ فرض ہے جو ایک حقیقی مسلمان کا ہے۔ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو ترقی دیتے چلے جانے والوں میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی بات کے پیچھے چلتے ہوئے بیشمار درود اور سلام ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجیں۔ گزشتہ دنوں فرانس میں جو حالات ہوئے اور مسلمان کہلانے والوں نے ایک اخبار کے دفتر پر حملہ کر کے جو بارہ آدمیوں کو مار دیا اس کے بارے میں گزشتہ جمعہ میں مختصر ذکر کر کے مَیں نے احمدیوں کو، افرادِ جماعت کو درود پڑھنے کی طرف توجہ دلائی تھی کہ قتل و غارت گری سے اسلام کی فتح نہیں ہو گی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے۔ نیز اس فکر کا بھی مَیں نے اظہار کیا تھا کہ اس حملے کے بدلے میں غلط ردّ عمل دکھایا جا سکتا ہے یا دکھایا جائے گا اور یہی ان لوگوں سے امید کی جا سکتی تھی۔ غلط ردّ عمل دکھا کر ان لوگوں نے بھی دوبارہ خاکے شائع کئے جو پھر ہمارے لئے مزید تکلیف کا باعث بنے اور ہر حقیقی مسلمان کے لئے تکلیف کا باعث بننے چاہئے تھے۔ اس دہشتگردی کا کیا فائدہ ہوا۔ دو تین سال پہلے جو ان اخبار والوں

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- مردِ حق کی دُعا (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- بنیادی مسائل کے جوابات (قسط نمبر 19)
- حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بعض اسلامی اصطلاحات

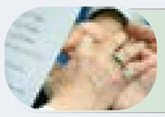

دربارِ خلافت

ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر عمل کرنا بھی ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ انسان کو نہیں پتہ کہ چھوٹی نیکی اُس کے لئے کیا ہے اور بڑی نیکی کیا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ایک نیکی ایک کے لئے چھوٹی ہے اور دوسرے کے لئے بڑی، یا اس کی تعریف مختلف ہے۔مثلاً ایک صحابی کے پوچھنے پر کہ یا رسول اللہ !صلی اللہ علیہ وسلم۔ بڑی نیکی کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بڑی نیکی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال حدیث نمبر 248)

پھر ایک اور موقع پر ایک دوسرے صحابی کے پوچھنے پر کہ بڑی نیکی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کی خدمت کرنا۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب فضل الصلاۃ لوقتھا حدیث نمبر 527)

پھر ایک تیسرے موقع پر ایک تیسرے صحابی کے پوچھنے پر کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی نیکی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تہجد کی نماز ادا کرنا، تہجد کے نفل پڑھنا۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم حدیث نمبر 2756)

اس طرح آپؐ نے مختلف لوگوں کو بعض مختلف امور کی طرف توجہ دلائی۔ پس بڑی نیکی تین یا تین سے زیادہ تو نہیں ہوسکتیں اور بھی مختلف لوگوں کو اُن کی کمزوریوں کے مطابق توجہ دلائی ہو گی۔ بڑی نیکی تو ایک ہی ہونی چاہئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے بڑا کام اور نیکی وہ ہے جس کی کسی میں کمی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا یا بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتا تو اُس کے لئے دین کی خدمت بڑی نیکی نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے وہ یہ خدمت ذاتی مفاد کے لئے بھی کر رہا ہو یا نام ونمود کے لئے بھی کر رہا ہو۔ پس ایسے لوگ جن کے گھر والے اُن کے رویوں سے نالاں ہیں اور وہ عہدیدار بنے ہوئے ہیں، اُنہیں اپنی خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے دین کی خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے، ماں باپ اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص چندوں میں بہت اچھا ہے لیکن نمازوں میں سست ہے، نوافل میں سست ہے تو اُس کے لئے نمازیں اور نوافل نیکی ہیں۔ اسی طرح بہت سی نیکیاں ہیں جو ایک کے لئے معمولی ہیں دوسرے کے لئے بڑی ہیں۔ پس چھوٹی بڑی نیکیوں کی کوئی فہرست نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی رِیا کی جو مثال دی ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہ مثلاً رِیا تو یہاں بھی اس سے یہی مراد ہے کہ بظاہر چھوٹا نظر آنے والا گناہ دراصل بڑا گناہ بن جاتا ہے۔ نماز پڑھنا بڑا ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کا ذریعہ ہے۔ دین کی معراج ہے لیکن دکھاوے کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں بلکہ الٹا دی جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک انسان نمازی ہے لیکن دوسروں کے حقوق غصب کر رہا ہے تو یہ نماز نیکی نہیں ہے بلکہ بہتر ہوتا کہ وہ دوسروں کا حق ادا کرتا اور پھر نماز ادا کر کے نماز کا ثواب حاصل کرتا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس مَیں نے پڑھا ہے جس میں آپ نے ارکانِ اسلام کا ذکر فرمایا۔ روزہ بھی ایک رکن ہے۔مسلمان رمضان میں روزے کا اہتمام بھی بہت کرتے ہیں لیکن بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جو روزہ رکھ کر جھوٹ، فریب، گالی گلوچ، غیبت وغیرہ کرتے ہیں، ان سے کام لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزہ رکھ کر یہ سب کام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کا روزہ روزہ نہیں ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور، والعمل بہ فی الصوم حدیث نمبر 1903)

پس روزے کا ثواب بھی گیا۔تو اصل چیز یہ ہے کہ ان اعمال کو اس طرح بجالایا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

پس انسانی زندگی کا ہر قدم بڑا پھونک پھونک کر اُٹھنا چاہئے جہاں خالص خدا تعالیٰ کی رضا مقدم ہو، جہاں عقیدے میں پختگی ہو وہاں اعمال کی بھی ایسی اصلاح ہو کہ دنیا کو نظر آجائے کہ ایک احمدی اور دوسرے میں کیا فرق ہے؟ پس ہمیں اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ تمام قسم کی برائیوں سے بچنا ہے۔ تمام قسم کی نیکیوں کو اختیار کرنا ہے تا کہ عملی طور پر اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں۔ اپنے چھوٹوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اپنے نوجوانوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اپنے گھروں میں اپنے بیوی بچوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے لئے نمونہ بنیں، اپنی عملی حالتوں میں ہر چھوٹا بڑا وہ معیار حاصل کرے کہ ہر قسم کی بدی اور برائی کا بیج ہم میں سے ہر ایک میں ختم ہو جائے، اُس کی جڑ ہی ختم ہو جائے۔ اگر افرادِ جماعت میں سے ہر ایک نے اپنی مکمل اصلاح کی کوشش نہ کی تو جماعت میں ہر وقت کسی نہ کسی قسم کی برائی کا بیج موجود رہے گا اور موقع ملتے ہی وہ پھلنے پھولنے لگ جائے گا، پھوٹنے لگ جائے گا۔ پس ہر قسم کی برائیوں کی جڑوں کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اندر سے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم ہر قسم کی برائیوں کو جماعت میں سے ختم کر کے عملی اصلاح کی حقیقی تصویر بن سکتے ہیں اور تب پھر اللہ تعالیٰ ہمیں فتوحات کے نظارے دکھائے گا۔ تبھی ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب ہم پاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 30/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مردِ حق کی دُعا

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی

آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا، رُخ پلٹ جائے گا، رُت بدل جائے گی

تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی، جس نے توڑا تھا سر کبر نمرود کا

ہے اَزل سے یہ تقدیرِ نمرودیت، آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا

آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

خوں شہیدانِ اُمت کا اے کم نظر! رائیگاں کب گیا تھا کہ اَب جائے گا

ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے، پھول پھل لائے گی، پھول پھل جائے گی

ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا، ساتھ میرے ہے تائیدِ ربّ الوریٰ

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغِ دعا، آج بھی، اِذن ہو گا تو چل جائے گی

دیر اگر ہو تو اندھیر ہرگز نہیں، قول اُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن

سنت اللہ ہے، لاجرم بالیقیں، بات ایسی نہیں جو بدل جائے گی

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا، پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا

تیری آواز اے دشمن بدنوا! دو قدم دور دو تین پل جائے گی

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا

اے غلامِ مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت بھی آ گئی ہو تو ٹل جائے گی

(کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

اداریہ

کتاب، تعلیم کی تیاری

قسط 13

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

یاد رکھو کہ یہ جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتداء بھی دُعا سے ہی کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دُعا پر ہی کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور نُصرت نہ ملے یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب مردے ہیں مگر جس کو خدا زندہ کرے۔ اور سب گمراہ ہیں۔ مگر جس کو خدا ہدایت دے اور سب اندھے ہیں مگر جس کو خدا بینا کرے۔

غرض یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے اور وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کا فیض بھی دُعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔

لیکن یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے:

جو منگے سو مر رہے
مرے سو منگن جا

دُعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

یہ کیا دُعا ہے کہ مُنہ سے تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحہ: 6) کہتے رہے اور دل میں خیال رہا کہ فلاں سودا اس طرح کرنا ہے۔ فلاں چیز رہ گئی ہے۔ یہ کام یُوں چاہیئے تھا، اگر اس طرح ہو جائے تو پھر یُوں کریں گے۔ یہ تو صرف عُمر کا ضائع کرنا ہے۔ جب تک انسان کتاب اللہ کو مقدم نہیں کرتا اور اسی کے مطابق عملدر آمد نہیں کرتا تب تک اس کی نمازیں محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔

قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ (المؤمنون: 2۔3) یعنی جب دُعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانہ اُلوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اسی میں محو ہو جاوے اور سب خیالات کو مٹا کر اسی سے فیض اور استعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رقّت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دو محبّتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں۔ جیسے لکھا ہے۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اسی لئے اس کے بعد ہی خدا فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون: 4) یہاں لغو سے مراد دُنیا ہے۔ یعنی جب انسان کو نمازوں میں خشوع اور خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے۔ تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ پھر وہ کاشتکاری، تجارت نوکری وغیرہ چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ دنیا کے ایسے کاموں سے جو دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں اور جو خدا سے غافل کر دیتے ہیں اعراض کرنے لگ جاتا ہے اور ایسے لوگوں کی گریہ و زاری اور تضرّع اور ابتہال اور خدا کے حضور عاجزی کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص دین کی محبت کو دنیا کی محبت، حرص، لالچ اور عیش وعشرت سب پر مقدم کر لیتا ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک نیک فعل دوسرے نیک فعل کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور ایک بدفعل دوسرے بدفعل کی ترغیب دیتا ہے۔ جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبعاً وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ اور اس گندی دنیا سے نجات پا جاتے ہیں۔ اور اس دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو کر خدا کی محبت ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (المؤمنون: 5) یعنی وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور یہ ایک نتیجہ ہے عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون: 4) کا۔ کیونکہ جب دنیا سے محبت ٹھنڈی ہو جائے گی تو اس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ وہ خدا کی راہ میں خرچ کریں گے اور خواہ قارون کے خزانے بھی ایسے لوگوں کے پاس جمع ہوں وہ پروا نہیں کریں گے اور خدا کی راہ میں دینے سے نہیں جھجکیں گے۔ ہزاروں آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ زکوۃ نہیں دیتے یہانتک کہ اُن کی قوم کے بہت سے غریب اور مفلس آدمی تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں مگر وہ ان کی پروا بھی نہیں کرتے حالانکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہر ایک چیز پر زکوۃ دینے کا حکم ہے یہانتک کہ زیور پر بھی۔ ہاں جواہرات وغیرہ چیزوں پر نہیں۔ اور جو امیر، نواب اور دولت مند لوگ ہوتے ہیں ان کو حکم ہے کہ وہ شرعی احکام کے بموجب اپنے خزانوں کا حساب کر کے زکوۃ دیں لیکن وہ نہیں دیتے۔ اس لئے خدا فرماتا ہے کہ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کی حالت تو اُن میں تب پیدا ہو گی جب وہ زکوۃ بھی دیں گے۔ گویا زکوۃ کا دینا لغو سے اعراض کرنے کا ایک نتیجہ ہے۔

پھر اس کے بعد فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (المؤمنون: 6) یعنی جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کریں گے لغو سے اعراض کریں گے اور زکوۃ ادا کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ لوگ اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں گے۔ کیونکہ جب ایک شخص دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ کسی اَور کے مال کو ناجائز طریقہ سے کب حاصل کرنا چاہتا ہے اور کب چاہتا ہے کہ میں کسی دوسرے کے حقوق کو دبالُوں۔ اور جب وہ اپنی مال جیسی عزیز چیز کو خدا کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا تو پھر آنکھ، ناک، کان، زبان وغیرہ کو غیر محل پر کب استعمال کرنے لگا۔ کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک شخص اوّل درجہ کی نیکیوں کی نسبت اس قدر محتاط ہوتا ہے تو ادنیٰ درجہ کی نیکیاں خود بخود عمل میں آتی جاتی ہیں مثلاً جب خشوع خضوع سے دُعا مانگنے لگا تو پھر اس کے ساتھ ہی لغو سے بھی اعراض کرنا پڑا۔ اور جب لغو سے اعراض کیا تو پھر زکوۃ کے ادا کرنے میں دلیر ہونے لگا اور جب اپنے مال کی نسبت وہ اس قدر محتاط ہو گیا تو پھر غیروں کے حقوق چھیننے سے بدرجہ اَولیٰ بچنے لگا۔ اس لئے اس کے آگے فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المؤمنون: 9) کیونکہ جو شخص دوسرے کے حق میں دست اندازی نہیں کرتا اور جو حقوق اس کے ذمہ ہیں ان کو ادا کرتا ہے۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے عہدوں کا پکا ہو اور دوسرے کی امانتوں میں خیانت کرنے سے بچنے والا ہو۔ اس لئے بطور نتیجے کے فرمایا کہ جب ان لوگوں میں یہ وصف پائے جاتے ہوں گے تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ اپنے عہدوں کے بھی پکے ہوں گے۔ پھر ان سب باتوں کے بعد فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (المؤمنون: 10) یعنی ایسے ہی لوگ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی ناغہ نہیں کرتے اور انسان کی پیدائش کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ وہ نماز کی حقیقت سیکھے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 62 تا 65 ایڈیشن 1984ء)

نفس کے ہم پر حقوق

یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید میں نفس کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ نفس امّارہ۔ نفس لوّامہ۔ نفس مطمئنّہ۔ نفس امّارہ اس کو کہتے ہیں کہ سوائے بدی کے اور کچھ چاہتا ہی نہیں جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ (یوسف: 54) یعنی نفس امارہ میں یہ خاصیّت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جُھکاتا ہے اور ناپسندیدہ اور بد راہوں پر چلانا چاہتا ہے۔ جتنے بدکار چور ڈاکو دُنیا میں پائے جاتے ہیں وہ سب اسی نفس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ ایسا شخص جو نفس امارہ کے ماتحت ہو ہر ایک طرح کے بد کام کر لیتا ہے۔ ہم نے ایک شخص کو دیکھا تھا جس نے صرف بارہ آنہ کی خاطر ایک

لڑکے کو جان سے مار دیا تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ

حضرتِ انساں کہ حد مشترک را جامع است
مے تواند شد مسیحا مے تواند شد خرے

غرض جو انسان نفس امّارہ کے تابع ہوتا ہے وہ ہر ایک بدی کو شیرِ مادر کی طرح سمجھتا ہے اور جب تک کہ وہ اسی حالت میں رہتا ہے بدیاں اُس سے دُور نہیں ہوسکتیں۔

پھر دوسری قسم نفس کی نفسِ لوّامہ ہے جیسے کہ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَلَآ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ (القیامہ:3) یعنی میں اس نفس کی قسم کھاتا ہوں جو بدی کے کاموں اور نیز ہر ایک طرح کی بے اعتدالی پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ ایسے شخص سے اگر کوئی بدی ظہور میں آ جاتی ہے تو پھر وہ جلدی سے متنبّہ ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اس بُری حرکت پر ملامت کرتا ہے اور اسی لئے اس کا نام نفسِ لوّامہ رکھا ہے یعنی بہت ملامت کرنے والا۔ جو شخص اس نفس کے تابع ہوتا ہے وہ نیکیوں کے بجالانے پر پُورے طور پر قادر نہیں ہوتا اور طبعی جذبات اس پر کبھی کبھی غالب آ جاتے ہیں لیکن وہ اس حالت سے نکلنا چاہتا ہے اور اپنی کمزوری پر نادم ہوتا رہتا ہے۔

اس کے بعد تیسری قسم نفس کی نفس مطمئنّہ ہے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ۔ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً۔ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ۔ وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ۔ (الفجر:28 تا31) یعنی اے وہ نفس جو خدا سے آرام پا گیا ہے اپنے رب کی طرف واپس چلا آ تو خدا سے راضی ہے اور خدا تجھ پر راضی ہے پس میرے بندوں میں مل جا اور میرے بہشت کے اندر داخل ہو جا۔ غرض یہ وہ حالت ہوتی ہے کہ جب انسان خدا سے پُوری تسلّی پا لیتا ہے اور اس کو کسی قسم کا اضطراب باقی نہیں رہتا اور خدا تعالیٰ سے ایسا پیوند کر لیتا ہے کہ بغیر اس کے جی ہی نہیں سکتا۔ نفسِ لوّامہ والا تو ابھی بہت خطرے کی حالت میں ہوتا ہے کیونکہ اندیشہ ہوتا ہے کہ لَوٹ کر وہ کہیں پھر نفسِ امّارہ نہ بن جاوے۔ لیکن نفس مطمئنّہ کا وہ مرتبہ ہے کہ جس میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پا کر رُوحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے۔

غرض یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک انسان اس مقام تک نہیں پہنچتا اس وقت تک وہ خطرہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ جب تک انسان اس مرتبہ کو حاصل نہ کرلے مجاھدات اور ریاضات میں لگا رہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 76۔77 ایڈیشن 1984ء)

انسان میں کئی قسم کے گناہ، کسل، کبر، سُستیاں اور باریک در باریک گناہ ہوتے ہیں ان سب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نفس انسان کے تین مرتبے بیان فرمائے ہیں۔ امّارہ۔ لوّامہ۔ مطمئنّہ۔ نفس امّارہ تو ہر وقت انسان کو گناہ اور نافرمانی کی طرف کھینچتا رہتا ہے اور بہت خطرناک ہے۔ لوّامہ وہ ہے کہ کبھی کوئی بدی ہو جاوے تو ملامت کرتا ہے۔ مگر یہ بھی قابل اطمینان نہیں ہے۔ قابلِ اطمینان صرف نفس کی وہ حالت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نفسِ مطمئنّہ کے نام سے پکارا ہے اور وہی اچھا ہے۔ وہ اس حالت کا نام ہے کہ جب انسان خدا کے ساتھ ٹھہر جاتا ہے۔ اسی حالت میں آ کر انسان گناہ کی آلائش سے پاک کیا جاتا ہے۔ یہی ایک گناہ سوز حالت ہے اور اسی درجہ کے انسانوں کے ساتھ برکات کے وعدے ہوئے ہیں۔ ملائکہ کا نزول ان پر ہوتا ہے اور حقیقی نیکی اور پاکی صرف انہیں کا حِصّہ ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 135۔136 ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

میں خوب جانتا ہوں کہ ابھی بہت سی کمزوریاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے سمجھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا۔ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا۔ (الشّمس:10۔11) ج س کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا اور خائب اور خاسر ہوگیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔ اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہیئے کہ تزکیہ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہیئے اور جیسے زبان سے خدا تعالےٰ کو اسکی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اسکو دکھانا چاہیئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہیئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض حسَد اور کینہ نہیں رکھنا چاہیئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہیئے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ معاملہ تو ابھی دُور ہے کہ تم لوگ خدا تعالےٰ کے ساتھ ایسے ازخود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اُسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ۔ ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کما حقہٗ ادا نہیں کرتے بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ۔ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کرلیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہوسکتا گو ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالےٰ کا ہے مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالےٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرسکتا۔

یاد رکھو۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ بکلی صاف ہو جانا یہ آسان کام نہیں بلکہ نہایت مشکل کام ہے۔ منافقانہ طور پر آپس میں ملنا جُلنا اَور بات ہے مگر سچی محبّت اور ہمدردی سے پیش آنا اَور چیز ہے۔ یاد رکھو اگر اس جماعت میں سچی ہمدردی نہ ہوگی تو پھر یہ تباہ ہو جائے گی۔ اور خدا اس کی جگہ کوئی اور جماعت پیدا کر لے گا۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی تھی۔ ان میں سے ہر ایک زکی نفس تھا اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے تھے۔ سو یاد رکھو اس جماعت کو بھی خدا تعالےٰ انہیں کے نمونہ پر چلانہ چاہتا ہے اور صحابہؓ کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ جو شخص منافقانہ زندگی بسر کرنے والا ہوگا وہ آخر اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 72۔74 ایڈیشن 1984ء)

پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جب تک تم ایک وجود کی طرح بھائی بھائی نہ بن جاؤ گے اور آپس میں بمنزلہ اعضاء نہ ہو جاؤ گے تو فلاح نہ پاؤ گے۔ انسان کا جب بھائیوں سے معاملہ صاف نہیں تو خدا سے بھی نہیں۔ بیشک خدا تعالیٰ کا حق بڑا ہے مگر اس بات کو پہچاننے کا آئینہ کہ خدا کا حق ادا کیا جارہا ہے یہ ہے کہ مخلوق کا حق بھی ادا کر رہا ہے یا نہیں۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے معاملہ صاف نہیں رکھ سکتا وہ خدا سے بھی صاف نہیں رکھتا۔ یہ بات سہل نہیں یہ مشکل بات ہے۔ سچی محبت اور چیز ہے اور منافقانہ اور۔ دیکھو مومن کے مومن پر بڑے حقوق ہیں۔ جب وہ بیمار پڑے تو عیادت کو جائے اور جب مرے تو اس کے جنازہ پر جائے۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر جھگڑا نہ کرے بلکہ درگزر سے کام لے۔ خدا کا یہ منشاء نہیں کہ تم ایسے رہو۔ اگر سچی اخوت نہیں تو جماعت تباہ ہو جائے گی۔

(بدر جلد 7 نمبر 1 صفحہ 12 مؤرخہ 9 جنوری 1908ء بحوالہ ملفوظات جلد 10 صفحہ 73۔74 حاشیہ ایڈیشن 1984ء)

(ترتیب وکمپوزڈ۔عنبرین نعیم)

بقیہ: فرمان خلیفہٗ وقت...... از صفحہ 1

از صفحہ 1

نے حرکت کی اور جو دب گئی تھی اس غلط حرکت کو پھر مسلمان کہلانے والوں کے غلط عمل نے ہوا دے دی۔ جو کچھ یہ اخبار پہلے کرتا رہا اس پر مغربی دنیا کے بہت سے لیڈرز نے سخت ردّ عمل دکھایا۔ اس کو سختی سے ردّ کیا اور کئی حکومتوں نے کہا کہ ہم کبھی اپنے اخباروں کو اجازت نہیں دیں گے۔ لیکن گزشتہ ہفتے کے واقعہ کے بعد بہت سے بظاہر عقل رکھنے والے اور ذمّہ دار لوگوں نے اور لیڈروں نے اس بیہودہ اخبار کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ اور مختلف جگہوں سے انہیں کئی ملینز (millions) ڈالر کی امداد ملنی شروع ہو گئی۔ اس اخبار کی اشاعت جو صرف ساٹھ ہزار تھی اور کہا جا رہا تھا کہ شاید یہ اپنی موت آپ مرنے والا ہے، بالکل ختم ہونے والا ہے اور ختم ہو جائے گا۔ مسلمان کہلانے والوں کے غلط عمل نے ایک دن کے اندر اندر، ایک ہفتے کے اندر اندر اس کی اشاعت کو پانچ ملین سے اوپر پہنچا دیا۔ اور اب بعض اندازے لگانے والے یہ کہتے ہیں کہ شاید اس اخبار کو دس بارہ سال اور مل گئے ہیں جو شاید چھ مہینے بھی نہ چلتا۔

(خطبہ جمعہ 16/ جنوری 2015ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

احمدیت کی راہ میں دولختِ جگر قربان کرنے والے ایک صابر باپ سے یادگار ملاقات

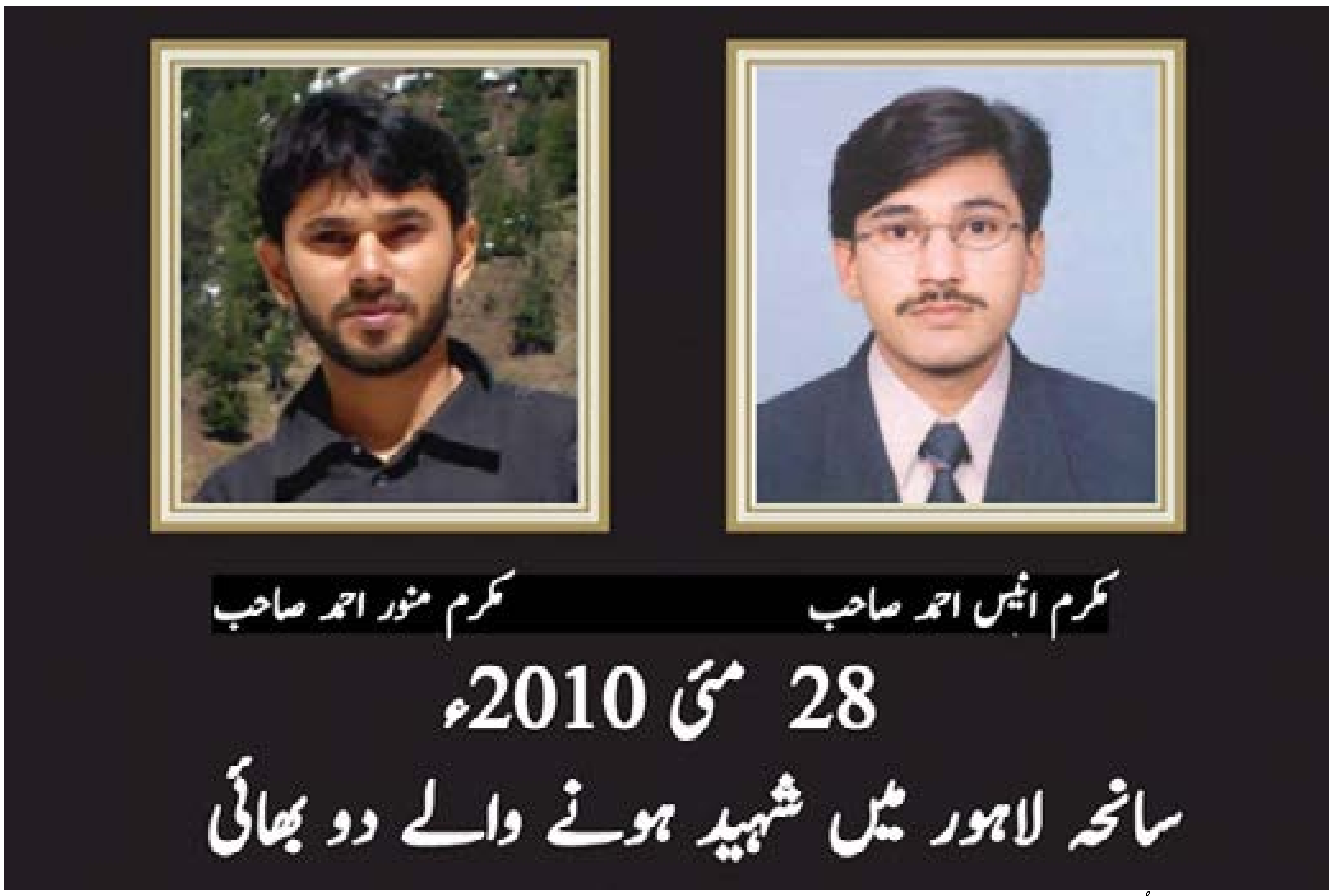

دُشمن کو ظُلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو
یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پرواجاتی ہے اگر تو جانے دو

جماعت احمدیہ ہمیشہ سے قربانیاں پیش کرتی آئی ہے۔ ہماری راہِ ایمان خدا کی راہ ہے۔ اور اس راہ میں جان کی کیا پرواہ!

سوا صدی قبل کابل کی سرزمین سے قربانیوں کے سلسلہ کا آغاز ہوا اور پھر 2010ء کا دلخراش واقعہ جماعت کی تاریخ کا صرف ایک سنگ میل نہیں بلکہ ایک بِل بورڈ ہے جو ترقی کی شاہراہ پر ہر گزرنے والے کو جھنجوڑ کے بتاتا ہے کہ یہاں سے ترقی کی شاہراہ کشادہ ہو رہی ہے۔

خاکسار کو 2013ء میں لاہور میں والد محترم کے عزیز ننھیالی کزن سے ملاقات کا موقع ملا۔ ان کا نام صوبیدار ریٹائرڈ منیر احمد صاحب تھا۔ اسی ایک مختصر ملاقات کا احوال پیش کرنا مقصود ہے۔

لاہور کے ایک دوست کے ساتھ گلشن پارک تک پہنچا اور اُنہیں فون کر کے آگے کا راستہ معلوم کیا اور گلی تک بھی پہنچ گئے۔ اب لاہور جیسے شہر میں کسی اور سے راستہ پوچھنا وقت کی بربادی کی نشانی سمجھا جاتا ہے بہر حال ایک باریش شخص سے ہمت کر کے سلام کیا۔ بڑے پرتپاک انداز اور ’’ع‘‘ کی اصل ادائیگی کے ساتھ جواب ملا۔ ان سے جب گھر کا پتہ پوچھا تو نام سن کر ان کے چہرے کا رنگ تبدیل ہونا ابھی تک آنکھوں کے سامنے ہے گویا وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ ابھی چند لمحے پہلے سلامتی کے جواب سے ان کا منہ کڑوا ہوگیا ہے۔ انہوں نے بادِل نخواستہ اور بڑی بے مروتی سے کہا: اوریا سامنے انّے او کی۔ (وہ سامنے ہے اندھے ہو کیا)۔ احمدی احباب کو پاکستان اور خصوصاً لاہور میں اس بے مروتی کا کئی بار سامنا کرنا پڑتا ہے۔

فون پر صوبیدار صاحب سے کئی بار بات ہوئی تھی لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ میری ان سے ملاقات ہوئی۔ بظاہر ایک ضعیف العمر انسان تھے۔ شاید سرکاری نوکری کر رہے تھے۔

بیل بجا کر ہم کھڑے ہوگئے۔ چپل گھسٹنے کی ہلکی سے آواز کے ساتھ اچھا کی آواز نے ہمیں انتظار کا عندیہ دیا لیکن فوراً ہی دروازہ کھل گیا۔

دروازہ کھول کر انہوں نے پرتپاک انداز میں استقبال کیا اور اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ میں نے دروازہ بند کیا اور آہستہ آہستہ ان کے پیچھے چلنے لگے۔ میں نے سہارا دینا چاہا لیکن ان کے ہاتھ کے اشارے سے ہی رک گیا۔ گویا وہ کہنا چاہ رہے تھے کہ ابھی مجھ میں دَم ہے۔

دروازے سے کمرے تک ایک مختصر برآمدہ تھا لیکن آرام سے چلتے وہاں پہنچے۔ ہمارے پہنچنے سے قبل میز پر چائے بسکٹ اور دیگر لوازمات پڑے تھے۔

سلام دعا کے بعد میں نے بات افسوس سے شروع کی۔ لیکن انہوں نے فوراً ٹوکا اور کہا افسوس کیسا۔ دکھ تو اس وقت ہی ختم ہوگیا تھا جب حضور نے غم بانٹ لیا تھا۔

میں نے اس وقت ان کی آواز میں بڑھتا ارتعاش محسوس کیا تھا۔ وہ خاموش ہوگئے اور کمرے میں سکوت طاری رہا۔ مئی کی ابتدائی ایام تھے۔ بارش ہو کر ختم ہوئی تھی۔ کمرے میں خنکی تھی اور پنکھے کے چلنے کی آواز کا زیر و بَم محسوس ہو رہا تھا۔

اس بوڑھے جسم کی لڑکھڑاتی آواز میں موجود درد واضح تھا جسے چھپانے کی کوشش ناکام ہوتی نظر آ رہی تھی۔

بات آگے بڑھاتے ہوئے خاندان میں احمدیت، رشتہ داروں کے تعارف تک گئی۔ پھر 28 مئی کو ہونے والے سانحہ پر گفتگو کا آغاز ہوا۔ انہوں نے اس دن ہال کی منظر کشی سنائی جسے اب یاد کر کے ہی ایک کپکپی طاری ہوجاتی ہے۔ اس دن ہال میں موجود احباب کی اس ہمت و بہادری کو بھی سلام پیش ہے جنہوں نے اس کشت و خون کے بازار میں وہ چند گھنٹے گزارے لیکن وہ ہمیشہ کے لئے ان کی ناقابلِ فراموش یادداشت کا حصہ بن گئے۔

انہوں نے بتایا کہ وہ ہمیشہ جمعہ اپنے بیٹے کے ہمراہ گڑھی شاہو کی مسجد دار الذکر میں ادا کرتے تھے۔ اس روز بھی وہ گڑھی شاہو پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ کیونکہ وہ فوج میں رہے تھے اس لئے چھٹی حس کسی خطرے سے خبردار کر رہی تھی۔ ایک بیٹے کے ہمراہ گڑھی شاہو پہنچ گئے تھے جبکہ دوسرا بیٹا ابھی آنا تھا۔

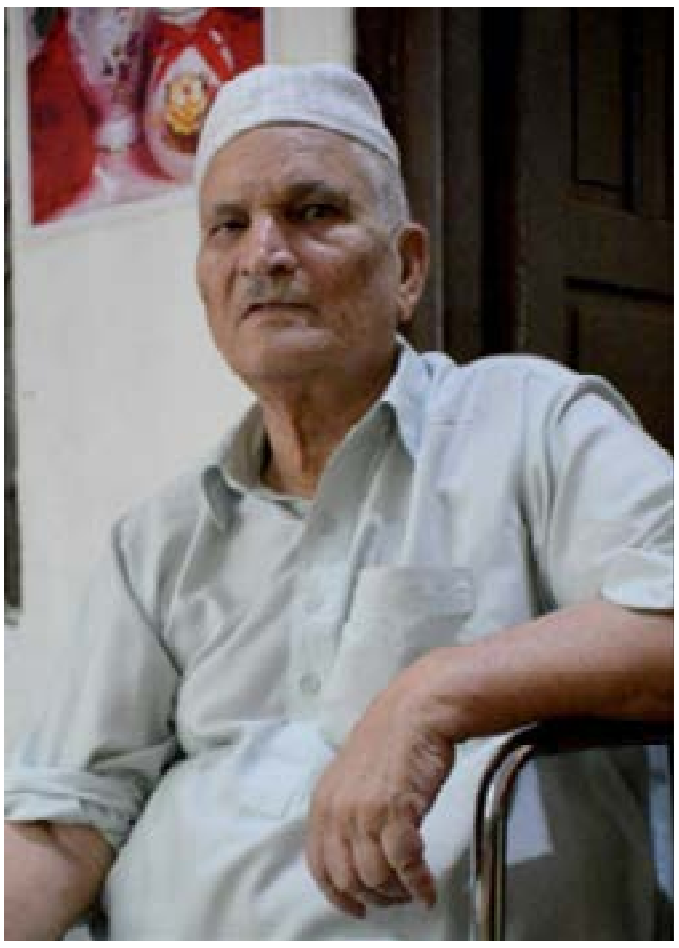

بیٹے کے ہمراہ محراب کے قریب ہی نوافل وسنن ادا کئے اور خطبہ سننے لگے۔ اس خطرہ کا محسوس ہونا غلط نہ تھا۔ اچانک فائرنگ شروع ہوئی۔

انیس شہید کو انہوں نے کہا کہ چھپ جاؤ لیکن اس نے چھپنے کے بجائے لوگوں کی مدد کرنی شروع کی۔ اسی دوران اس باپ کی آنکھوں نے جوان بیٹے کو دہشت گرد کی گولی کا نشانہ بنتے دیکھا۔ اور اناللہ پڑھ کر الوداع کر دیا۔

اسی دوران منور شہید کو اپنے بوڑھے والد کی فکر ہوئی۔ انہیں نسبتاً محفوظ مقام پر بٹھا کر بڑی مستعدی سے لوگوں کی مدد کرنے میں جُت گیا۔

وہ واقعات بتاتے جا رہے تھے اور میں چشم تصور سے اپنے آپ کو اس ہال میں کھڑا محسوس کر رہا تھا کہ ایک بوڑھا باپ اپنے دوسرے لخت جگر کو بھی مقتل میں بھیجتے ہوئے زیرِلب دعائیں کر رہا تھا۔ اس باپ نے اپنے بیٹے کو زمین پر قلابازی لگا کر ہال کا مین گیٹ بند کرتے دیکھا تھا۔

ان بوڑھے کانوں نے منور شہید کو لوگوں سے گَن مانگتے سنا تھا لیکن نمازیوں کے پاس گن کہاں تھی۔

اس باپ کے سامنے اپنے ایک جوان بیٹے سمیت ایسے نمازی تھے جن کی جبینیں اور سجدہ گاہیں دونوں لہو سے تر تھیں۔ جن کے درمیان وہ اپنے دوسرے بیٹے کو ادھر ادھر پھلانگتے لوگوں کی مدد کرتے اور پانی پلاتے دیکھ رہا تھا اور سب کی سلامتی کی دعائیں کر رہا تھا۔ لیکن خطرے کی وہ حس خطرہ بڑھنے کا عندیہ دے رہی تھی۔

شہادت مقدر تھی۔ ان بوڑھی ہڈیوں نے اپنے بیٹے کو ایک دہشت گرد کی جانب بڑھتے اور پھر اس سے ہاتھا پائی کرتے اور دبوچتے وقت سرسراہٹ محسوس کی تھی۔

پھر ان بوڑھی آنکھوں نے دہشت گرد کا ہاتھ نچھلی جانب بڑھتے دیکھا تھا۔ اور پھر ان لاچار آنکھوں نے اپنے جوان جگر گوشے کو یکدم ایک زور دار آواز کے ساتھ ہوا میں اچھل کر دور گرتے دیکھا تھا۔

زیرلب دعائیں کرتے جب اس بوڑھے وجود نے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں تو وہ اپنی جان، جانِ آفرین کے سپرد کر چکا تھا۔

منور احمد شہید اپنے گھر فون پر اپنے بھائی انیس احمد کی شہادت کی اور والد کی خیریت کی خبر دے چکا تھا لیکن جب ایک فوجی اسے بغل میں دبائے باہر لایا تو دنیا نے دیکھا کہ کیسے سر تا پا وہ خون میں نہایا ہوا تھا۔

ہم سر جھکائے، ضبط کا بندھن تھامے، غم کو دبا کر اس

بقیہ صفحہ 10 پر

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط نمبر 19

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اگر ہم اچھے کام کریں گے تو جنت کا وعدہ ہے اور اگر بُرے کام کریں گے تو جہنم میں جانا پڑے گا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا کیا فائدہ ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04 فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: بنیادی طور پر یہ سوال ہی درست نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام کی ہرگز یہ تعلیم نہیں کہ انسان جنت کی لالچ سے نیکیاں بجالائے یا جہنم کے خوف سے بُرائیوں سے بچے۔ ایسا ایمان جو کسی لالچ یا کسی خوف سے ہو وہ کمزور ایمان ہوتا ہے۔ مخلوق کا اپنے خالق سے ایسا مضبوط تعلق ہونا چاہیئے جو بہشت کی طمع یا دوزخ کے خوف سے پاک ہو۔ بلکہ اگر فرض کرلیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی انسان اپنے رب کی عبادت میں، اس کی محبت اور اطاعت میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آنے دے۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں خالق اور مخلوق کے تعلق کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو اختیار کرکے اس کا حقیقی عبد بنے اور اس کے ہر قول و فعل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول پیش نظر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس مضمون کو کئی جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21)

پس اللہ اور بندے کا تعلق، عاشق اور معشوق والا تعلق ہے۔ کوئی عاشق اپنے معشوق سے یہ نہیں کہتا کہ میں تجھ پر اس لئے عاشق ہوں کہ تو مجھے اتنا روپیہ یا فلاں فلاں شے دیدے۔ ہرگز نہیں۔ اس کا عشق تو ہر قسم کے طمع اور لالچ سے پاک ہوتا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان باتوں سے اللہ تعالیٰ کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ ہر قسم کے فائدہ یا نقصان سے پاک ذات ہے۔ اس نے انسان کو یہ تعلیم انسان ہی کے فائدہ کیلئے دی ہے۔ اسی لئے وہ فرماتا ہے کہ "جو شخص شکر کرتا ہے اس کے شکر کا فائدہ اسی کی جان کو پہنچتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو یقیناً اللہ بے نیاز ہے (اور) بہت صاحب تعریف ہے۔"

(سورۃ لقمان:13)

یہ سوال ایسا ہی ہے، جیسے کوئی کہے کہ ایک ماں کے اپنے بچہ کو دودھ پلانے اور بچہ کے بیمار ہونے پر اسے کڑوی دوائی پلانے میں اس ماں کا کیا فائدہ ہے؟ یا ایک استاد کے پڑھائی کرنے والے شاگرد کو پاس کرنے اور پڑھائی نہ کرنے والے شاگرد کو فیل کرنے میں اس استاد کا کیا فائدہ ہے؟ پس جس طرح ان امور میں ماں اور استاد کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں بلکہ اس بچہ اور شاگرد کا فائدہ اور نقصان ہے اسی طرح اللہ اور بندہ کے معاملہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں بلکہ الٰہی احکامات کی بجا آوری میں انسان کا فائدہ اور ان احکامات کی حکم عدولی میں انسان ہی کا نقصان ہے۔

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتابوں میں Complicated باتیں کیوں بیان کی ہیں اور سب کچھ آسان اور واضح انداز میں کیوں نہیں بتا دیا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ بعد میں اختلافات ہونے ہیں؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04 فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل الفاظ میں جواب عطاء فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اصل میں اعلیٰ درجہ کے ایمان کیلئے آزمائش شرط ہوتی ہے۔ اسی لئے سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات میں ہدایت پانے والے اور کامیابی حاصل کرنے والے متقیوں کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ پس ایمان ہمیشہ اسی صورت میں مفید ہوتا ہے جب اس میں کوئی اخفاء کا پہلو ہو۔ تا کہ مومن اور غیر مومن کا فرق واضح ہو سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اخفاء کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "پیشگوئی میں کسی قدر اخفاء اور متشابہات کا ہونا بھی ضروری ہے اور یہی ہمیشہ سے سنت اللہ ہے۔۔۔۔۔ اگر آنحضرت ﷺ کے متعلق جو پیشگوئیاں تورات اور انجیل میں ہیں وہ نہایت ظاہر الفاظ میں ہوتیں۔۔۔۔۔ تو پھر یہودیوں کو آپ کے ماننے سے کوئی انکار نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ ان میں متقی کون ہے جو صداقت کو اس کے نشانات سے دیکھ کر پہچانتا ہے اور اس پر ایمان لاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 283 ایڈیشن 1984ء)

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش کی Virtual ملاقات مؤرخہ 14 نومبر 2020ء میں ایک ممبر لجنہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ چھوٹے بچوں والی ماؤں کو نماز کے وقت بچہ کو ساتھ لے کر یا گود میں اٹھا کر نماز پڑھنا پڑتی ہے۔ اس وقت فطرتاً نماز سے زیادہ بچہ کی طرف توجہ رہتی ہے۔ اس سے ہم نماز کی فضیلت سے محروم تو نہیں ہو رہی ہوتیں؟ حضور نے فرمایا:

جواب: نہیں محروم نہیں ہو رہی ہوتیں۔ لیکن آپ یہ کیا کریں کہ جب بچہ روتا ہے تو اس کو گود میں اٹھالیا اور نماز پڑھ لی اور پھر جب سجدہ میں گئے تو بچہ کو ایک سائیڈ پر بٹھا دیا پھر نماز پڑھ لی۔ یہ تو اضطراری حالت ہے اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ کیونکہ آپ نیک نیتی سے نماز پڑھ رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب دیتا ہے۔ لیکن نماز کا وقت آپ کے پاس کافی ہوتا ہے۔ فجر کے وقت تو بچے عموماً سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ یا فیڈر یا دودھ دے کے، یا فیڈ دے کے اس کو سُلا کے آپ آرام سے فجر کی نماز پڑھ سکتی ہیں۔ عام طور پہ کوشش یہ کریں کہ بچہ کو سلانے کے بعد یا بچہ کو فیڈ دیدی ہے تو پھر اس کے بعد اس کو لٹا کے اگر وقفہ ہے تو پھر آرام سے نماز پڑھیں۔ اور اگر وقفہ تھوڑا ہے مثلاً سورج ڈوب رہا ہے یا فجر کی نماز پہ سورج نکل رہا ہے تو پھر مجبوری ہے کہ جلدی جلدی نماز پڑھ لینی ہے۔ یا آپ کی عصر کی نماز سورج ڈوبنے کی وجہ سے ضائع ہو رہی ہے تو جلدی سے پڑھ لیں۔ لیکن عموماً کوشش یہ کریں کہ بچہ سے فارغ ہونے کے بعد اس کو سلا کے، لٹا کے آپ اپنی نماز پڑھ لیں۔ لیکن اگر مجبوری میں آپ کو بچہ کو گود میں لے کے پڑھنی بھی پڑھتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس میں کوشش کریں کہ جتنی زیادہ توجہ آپ نماز کی طرف قائم کر سکتی ہیں قائم رکھیں، نماز کے جو الفاظ ہیں ان پہ غور کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ثواب دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ رحمٰن رحیم ہے اور بخشش کرنے والا بھی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ یہ ظلم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کو ساری صورت حال پتا ہے۔ لیکن اگر ساری کوششوں کے باوجود کسی عورت کے پاس وقت نہیں رہتا اور اس کو بچہ کو گود میں لے کے نماز پڑھنا مجبوری ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب دینے والا ہے، دیتا ہے۔

سوال: اسی ملاقات میں ایک ممبر لجنہ نے دریافت کیا کہ کئی دفعہ شادی کے بعد لڑکیاں اپنا نام بدل کر خاوند کے نام کے ساتھ ملا کر رکھ لیتی ہیں۔ اسلامی نظریہ کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے؟ حضور انور اس سوال کے جواب میں نے فرمایا:

جواب: کوئی حرج نہیں ہے۔ رکھ لیتی ہیں تو کیا ہوگیا؟ اب ان کی جو پہچان ہے سرکاری کاغذوں میں، تو مجبوری ہے۔ بعض دفعہ سرکاری کاغذوں میں ایک نام مثلاً عطیہ بابر کسی نے اپنے باپ کے نام سے نام رکھا ہوا ہے۔ تو جب اس کی شادی ہو جائے گی، اس کی رجسٹریشن ہو جائے گی تو رجسٹریشن میں، اس کے نکاح فارم یا سرکاری کاغذوں میں اس کا نام عطیہ مبشر کے نام سے اگر آجائے گا، بابر کی جگہ مبشر آجائے گا تو اس میں کیا حرج ہے؟ کوئی حرج نہیں اس میں۔ اسلام میں اس کی بالکل اجازت ہے کہ خاوند کے نام سے نام رکھ لیا جائے۔ اصل نام اس کا عطیہ ہے۔ دوسرا نام تو پہچان کیلئے رکھا ہوا ہے، پہلے باپ اس کی پہچان تھا اب شادی کے بعد خاوند اس کی پہچان ہو گیا۔ بلکہ اچھی بات ہے جو خاوند کی پہچان کے ساتھ نام رکھیں گے تو خاوند کو اپنی بیوی کی عزت کا خیال رہے گا اور بیوی کو اپنے خاوند کی عزت کا خیال رہے گا۔ اور دونوں میں اس سے پیار اور تعلق زیادہ قائم ہوگا۔ اس لئے خاوند کے نام سے نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: اسی ملاقات میں ایک ممبر لجنہ کا سوال پیش ہوا کہ ان Pandemic حالات میں ہم پہلے کی طرح تبلیغ نہیں کر پا رہی ہیں۔ اب

ان حالات میں ہم کس طرح اپنے کام کو جاری رکھ سکتی ہیں۔حضور اس معاملہ میں ہماری راہنمائی فرمادیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا:

جواب:۔ اب مجبوری ہے باہر تو نکل نہیں سکتے۔بعض ملکوں میں حکومت کی طرف سے کووڈ کی وجہ سے Social Distancing اور بعض دوسری چیزوں کی بعض پابندیاں ہیں۔لیکن اس میں آن لائن اپنے ذاتی رابطے کئے جاسکتے ہیں۔جنھوں نے کام کرنا ہوتا ہے انہوں نے سوشل میڈیا پہ آن لائن تبلیغ کیلئے پروگرام بنالئے ہیں۔اگر آپ کا تبلیغ ڈپارٹمنٹ سوشل میڈیا پہ کوئی ویب سائٹ بنالیتا ہے تو اس پہ لجنہ تبلیغ کرسکتی ہیں، ساری لجنہ شامل ہوسکتی ہیں۔پھر اپنے Contacts کو فون کرکے یا سوشل میڈیا کے ذریعہ سے Message بھیج کے تبلیغ کرسکتی ہیں۔اسلام کی تعلیم کے بارہ میں کوئی اچھا Message، کوئی اچھا Quote بھیج دیا۔اس سے پھر آہستہ آہستہ رستے کھلتے ہیں۔تو ان حالات میں بھی تبلیغ کرنے کے نئے رستے Explore ہوسکتے ہیں، وہ تو خود کوشش کرکے Explore کرنے چاہئیں۔ٹھیک ہے؟

سوال:۔ اسی ملاقات میں ایک ممبر لجنہ نے حضور سے دریافت کیا کہ شادی کے معاملہ میں دین کو ترجیح دینے کی بات کی گئی ہے۔مگر آجکل لوگ خوبصورتی اور دوسری خصوصیات کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں جس وجہ سے جماعت کی کافی نیک اور دینی لڑکیوں کی شادی نہیں ہورہی، اس بارہ میں حضور سے راہنمائی کی درخواست ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

جواب:۔ دیکھیں ہم نے تو کوشش کرنی ہے اور میں تو کوشش کرتا رہتاہوں۔لڑکوں کو بھی سمجھاتا رہتاہوں۔یہ بالکل صحیح بات ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہی فرمایا ہے کہ تم لوگ جو کسی سے شادی کرتے ہو تو اس کی خصوصیات کی بناپر کرتے ہو یا اس کا خاندان دیکھتے ہو یا اس کی شکل دیکھتے ہو یا اس کی دولت دیکھتے ہو۔لیکن ایک مومن جو ہے اس کو ہمیشہ عورت کا دین دیکھنا چاہئیے۔اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر لڑکوں میں دین نہیں ہوگا تو وہ لڑکیوں کا دین کس طرح دیکھیں گے؟ تو جو جماعتی نظام ہے اور خدام الاحمدیہ ہے، میں ان کو بھی کہتاہوں کہ لڑکوں میں دینداری پیدا کرو۔جب لڑکوں میں دینداری پیدا ہوگی تو پھر وہ یقیناً ایسی لڑکیوں سے شادی کرنے کی کوشش کریں گے جو دیندار ہوں۔تو یہ تربیت کا معاملہ ہے اور اس طرف میں جماعت کو بھی توجہ دلاتا رہتاہوں اور خدام الاحمدیہ کو بھی توجہ دلاتا رہتاہوں اور انصار اللہ کو بھی توجہ دلاتا رہتاہوں۔لیکن لجنہ کا کام یہی ہے کہ وہ خود بھی کوشش کریں، جو بڑی عمر کی لجنہ ممبرات ہیں، مائیں ہیں وہ بھی اپنے بچوں اور لڑکوں کی تربیت کریں، ان کو توجہ دلائیں کہ تم نے نیک اور دیندار لڑکی سے شادی کرنی ہے۔اگر مائیں اپنا کردار ادا کریں گی تو یقیناً ان کے لڑکے بھی دیندار لڑکیوں سے شادی کریں گے مسئلہ یہ ہے کہ جب لڑکے کی شادی کا معاملہ آتا ہے تو مائیں کہتی ہیں کہ ہمارا بچہ جو ہے ہم اس کی شادی اپنی مرضی سے کریں گے۔اور جب لڑکیوں کی عمر گزر رہی ہوتی ہے اور لڑکیوں کے رشتے نہیں ملتے، جب وہ بڑی ہوجاتی ہیں، تو پھر مائیں اور باپ کہتے ہیں کہ جماعت ان کی شادی کروادے۔ حالانکہ دونوں کو جماعت کے سپرد کرنا چاہئیے اور کہنا چاہئیے کہ دیندار لڑکے اور دیندار لڑکیاں آپس میں مل کر شادیاں کریں تا کہ جماعت کے اندر ہی لڑکے اور لڑکیاں رہیں اور آئندہ بھی نیک اور دیندار نسل پیدا ہوتی رہے۔تو یہ تو کوشش ہے، مردوں کی بھی اور عورتوں کی بھی مشترکہ کوشش ہے، جو مل کے کرنی چاہئیے۔اس میں ماؤں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئیے اور باپوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئیے۔اس کیلئے میں کوشش بھی کرتا ہوں، میں توجہ بھی دلاتا ہوں، دعا بھی کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

سوال:۔ اسی ملاقات میں ایک سوال حضور انور کی خدمت اقدس میں یہ پیش ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا امر سب سے پسندیدہ اور کونسا امر سب سے ناپسندیدہ ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارہ میں فرمایا:

جواب:۔ بات یہ ہے کہ ہر ایک کے حالات کے مطابق عمل ہوتا ہے۔آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا کہ کونسی نیکی ہے جو میں اختیار کروں۔آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے ماں باپ کی خدمت کرو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ایک دوسرا شخص آیا اس نے کہا کونسی نیکی ہے جو میں کروں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ تم مالی قربانی کرو، یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔تیسرا شخص آیا اس نے کہا بتائیں کونسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جو میں کروں۔آپؐ نے کہا اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔اسی طرح چوتھا شخص آیا اس کو ایک اور بات بتائی۔تو آنحضرت ﷺ ان کے حالات جانتے تھے اور پتا تھا کہ کس کس میں کون کون سی کمزوریاں ہیں۔کچھ ان کے حالات جاننے کی وجہ سے پتا ہوں گی، کچھ اللہ تعالیٰ بھی راہنمائی کرتا ہوگا۔تو ہر ایک کے حالات کے مطابق عمل ہوتا ہے۔یہ انسان کو خود جائزہ لینا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سات سو احکام دیئے ہیں۔نیکیاں بھی بتائی ہیں، نواہی بھی بتائے ہیں۔یہ بھی بتایا ہے کہ کیا کام کرنے ہیں اور کیا منع ہیں۔اوامر کیا ہیں اور نواہی کیا ہیں۔کرنے والے کام کیا ہیں اور نہ کرنے والے کام کیا ہیں۔اللہ تعالیٰ نے بڑی لسٹ بتادی۔اب خود انسان کو یہ دیکھنا چاہئیے کہ میرے میں کونسی کمزوری ہے جس کو میں دور کروں اور کونسی نیکی ہے جو میں نہیں کرتا اس کو میں کروں۔تو اگر ہر ایک اپنا جائزہ لے کر خود یہ کرے تو اصلاح پیدا ہوجاتی ہے۔اس لئے اپنے نفس سے فتویٰ لینا چاہئیے۔ہر ایک فتویٰ Black and White میں ظاہر نہیں ہوجاتا۔اصولی طور پر یہی حکم ہے کہ اپنی کمزوریوں کو تلاش کرو اور ان کو دور کرنے کی کوشش کرو۔اور نہ صرف کمزوریاں دور کرو بلکہ نیکی بھی کرو۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو بنیادی اصول بتادیا وہ یہ بتادیا کہ تمہارے دو کام ہیں۔ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو، اس کی عبادت کا حق ادا کرو۔اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق صحیح طرح ادا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ پھر انسان کو توفیق دیتا ہے کہ وہ نیکیاں ہی کرتا رہے۔کیونکہ اس کی عبادت کا حق ادا ہو رہا ہوتا ہے۔دوسرے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کے بندوں کا حق ادا کرو۔جب انسان اس کے بندوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر کسی سے برائی نہیں کرتا اور پھر مزید نیکیوں کی بھی توفیق ملتی چلی جاتی ہے۔یہ دونوں چیزیں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔تو بنیادی چیز یہی ہے کہ اللہ کا حق ادا کرو اور بندوں کا حق ادا کرو۔باقی انسان تفصیلات میں جائے تو اپنا خود جائزہ لے، اپنے ضمیر سے دیکھے، پوچھے کہ کیا برائیاں ہیں جو میں نے چھوڑنی ہیں اور کیا نیکیاں ہیں جو میں نے کرنی ہیں۔باقی یہ بھی ہے کہ ایک شخص آیا اس نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ میں اتنا نیک نہیں ہوں، میرے میں بہت ساری برائیاں ہیں۔آپ مجھے ایک برائی بتادیں جو میں چھوڑدوں، باقی میں ابھی نہیں چھوڑ سکتا۔تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھا تم یہ عہد کرلو کہ تم نے جھوٹ نہیں بولنا، ہمیشہ سچ بولنا ہے۔جب اس نے ہمیشہ سچ بولنے کا ارادہ کیا تو ہر دفعہ جب کوئی برائی کرنے لگتا تھا تو اسے خیال آتا تھا کہ اگر آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ تم نے یہ برائی کی ہے تو اگر میں سچ بولوں گا تو شرمندگی ہوگی، جھوٹ بولوں گا تو میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔اس طرح آہستہ آہستہ اس کی ساری برائیاں ختم ہوگئیں۔تو انسان کو خود دیکھنا چاہئیے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے۔اس لئے انسان کو جائزہ لینا چاہئیے کہ میں نے چھوٹی سے چھوٹی بات پہ بھی جھوٹ نہیں بولنا کیونکہ یہ شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کو شرک ناپسند ہے۔تو یہ بہت ساری باتیں ہیں جو ہر ایک کے حالات کے مطابق مختلف ہوتی ہیں۔اس لئے خود جائزہ لے لیں کہ کیا کمی ہے۔لیکن بنیادی اصول یہی ہے کہ اللہ کا حق ادا کرو اور بندوں کا حق ادا کرو اور جب کوئی کام کرنے لگو تو یہ دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔جب یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے، میرے ہر کام کو دیکھ رہا ہے تو پھر انسان برائی سے رُکے گا اور نیکیاں کرے گا۔

سوال:۔ اسی Virtual ملاقات مؤرخہ 14 نومبر 2020ء میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بنگلا دیش نے حضور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور بنگلہ دیش کی لجنہ اور ناصرات کیلئے کوئی پیغام ارشاد فرمادیں جو اس میٹنگ کے بعد وہ سب کو پہنچادیں۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب:۔ سب کو میرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہنچادیں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ اپنے ایمان پہ قائم رہنا۔مشکل حالات آتے ہیں، پریشانیاں آتی ہیں، تکلیفیں آتی ہیں، اس کو کبھی اپنے دین پہ حاوی نہ ہونے دینا۔اور ہمیشہ ہر مشکل اور ہر تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا۔اور کسی انسان سے کسی قسم کی امید نہ رکھنا۔اور اپنی اور اپنے بچوں کی اور اپنی نسل کی تربیت کیلئے عہد کرو کہ ہم نے انہیں نیک اور صالح بنانا ہے اور صحیح مومن بنانا ہے۔اور اگر یہ دعا کریں گی اور اپنے بچوں کیلئے کوشش کریں گی تو ظاہر ہے کہ خود بھی اس کیلئے کوشش کرنی پڑے گی۔اس لئے اپنی اصلاح کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دیں تا کہ آئندہ نیک نسلیں پیدا ہوتی رہیں۔اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر ہماری عورتوں کی اصلاح ہوجائے اور ہماری عورتیں نیک ہوجائیں، ہماری عورتیں تقویٰ کے معیاروں کو حاصل کرنے لگیں تو ہماری نسلیں ان شاء اللہ تعالیٰ محفوظ ہوجائیں گی، پھر ہمیں کوئی فکر نہیں ہوگی۔یہی لجنہ اماء اللہ کا کام ہے اور یہی میرا پیغام سب لجنہ اماء اللہ کو اور سب ناصرات کو ہے جنہوں نے آئندہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ مائیں بننا ہے۔

ابن ایف آر بسمل

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بعض اسلامی اصطلاحات

کائنات کی بنیادی حقیقت

اس کائنات کی بنیادی حقیقت توحید باری تعالیٰ ہے جس سے کامل اور اکمل طور پر اسلام نے دنیا کو روشناس کرایا ہے اگر دنیا اس بنیادی حقیقت کی طرف نہیں آئے گی تو انسانیت مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی اور اگر وہ اس تباہی سے بچی تو محض خدا کے فضل سے بچیگی اور اسے طَوْعاً وَّکَرْھاً اس بنیادی حقیقت کی طرف آنا اور اسے تسلیم کرنا ہوگا

(دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 90)

ایک دوسری حقیقت جس طرح خدا ایک حقیقت ہے اسی طرح ایک دوسری حقیقت بھی ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو خدا نے تمام روئے زمین کے انسانوں مرد وزن کے لئے بھیجا۔

(دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 522)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا وجود کہ کسی ماں نے ویسا جنا اور نہ جنے گی وہ صفات باری کے جلوے اپنے اندر جمع کئے ہوئے تھا۔

(جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ 47)

قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ

قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے:

سب سے محبت اور نفرت کسی سے نہیں

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

(دورہ مغرب 1400 ھ صفحہ 533)

باہم محبت کرنا اس لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ محبت دنیا میں غالب آتی ہے اور نفرت ناکامی سے دوچار کرنے کا موجب بنتی ہے۔

(دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 185)

کارگر ہتھیار

ایک چیز ہمارے پاس ہے اور وہ دنیا کے مہلک ترین ہتھیاروں سے بڑھ کر کارگر ہتھیار ہے اور وہ ہے دعا کا ہتھیار۔

(دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 165)

قانون قدرت اور سنت اللہ

اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کوئی چیز بھی قانون سے باہر نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے جسے قانون قدرت کہتے ہیں۔

جب ہم اسے قانون قدرت کہتے ہیں تو یہ ایک ناقص اصطلاح ہے جب ہم اسے سنت اللہ کہتے ہیں تو یہ ایک کامل اصطلاح ہے قرآن کریم نے اس کو اللہ کی سنت یا سنت اللہ کی کامل اصطلاح سے بیان کیا ہے کہ تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پاتے۔

جب میں نے کہا ہے کہ قانون قدرت غلط ناقص اصطلاح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سائنس کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جس بات کو ایک سائنس دان نے قانون قدرت سمجھا اور کہا، کچھ عرصہ کے بعد مزید تحقیق اور تجسس کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ در اصل وہ قانون قدرت نہیں تھا بلکہ قانون قدرت اور ہی تھا کہ وہ غلط سمجھ رہے تھے اور اس دوسرے قانون قدرت کے ماتحت یہ واقعات رونما ہوئے تھے۔

(قرآنی انوار صفحہ 42)

خلافت آئمہ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کے سالانہ اجتماع سے 1968ء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ’’خلافت اور مجددیت‘‘ کے موضوع پر ایک جامع خطاب فرمایا اور بعض جدید اصطلاحات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک’’خلافت آئمہ‘‘ ہے۔

فرمایا:

’’آیت استخلاف میں خلافت کے ایک دوسرے سلسلہ کا وعدہ بھی دیا گیا ہے.....اس کو ہم خلافت آئمہ کہیں گے.....پہلا سلسلہ تو ہے جس سلسلہ کا خلیفہ اپنے وقت کے تمام خلفاء کا سردار ہوتا ہے اور وہ اس کے اجزاء ہوتے ہیں یہ کہنا کہ حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت میں حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور دوسرے بزرگ صحابہ جن میں بعض کو بعد میں خلافت ملی گو اکثر کو نہیں ملی.....وہ مصلح اور آئمہ تھے مگر وہ شریعت کے استحکام اور اشاعت قرآن کی مہم میں خلیفہ وقت کی مدد کرنے والے تھے اور خلافت کے ماتحت تھے اگر خلافت راشدہ سے اپنا تعلق قطع کر لیتے تو وہ خدا کی نگاہ میں خدا سے دور ہو جاتے اور تمام برکتیں ان سے چھین لی جاتیں جیسا کہ ان لوگوں سے برکتیں چھین لی گئیں جنہوں نے ظاہری طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار کیا لیکن حضرت ابو بکر سے علیحدہ ہو گئے۔..........

خلافت راشدہ کا خلیفہ ان تمام کا سردار ہوتا ہے اور بڑا خوش قسمت ہے وہ خلیفہ جس کے ماتحت دوسروں کی نسبت زیادہ اس دوسرے سلسلہ کے خلفاء آئمہ موجود ہوں۔

جس خلافت راشدہ کے وقت جتنے زیادہ خلفاء اس دوسرے سلسلہ کے ہوں گے یعنی سلسلہ خلافت آئمہ کے جو مضبوطی کے ساتھ اس کے دامن کو پکڑے ہوئے ہوں گے اور جن کے سینہ میں وہی دل جو خلیفہ وقت کے سینہ میں دھڑک رہا ہے دھڑک رہا ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ ان کو طاقت بخشتی رہے گی آپ کے روحانی فیوض سے وہ حصہ لیتے رہیں گے اتنا ہی زیادہ اسلام ترقی کرتا چلا جائے گا اور دنیا میں غالب آتا چلا جائے گا۔

امام جماعت اور جماعت

میرے اور احباب کے وجود میں میرے نزدیک کوئی امتیاز اور فرق نہیں ہے ہم دونوں ’’امام جماعت‘‘ اور ’’جماعت‘‘ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اور ایک ہی چیز کے دو مختلف زاویے ہیں۔

(جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ 97)

خَیۡلٌ لِّلّٰہِ حَسان گھوڑدوڑ اور کِتَابُ الْخَیل

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 9 دسمبر 1972ء کو ربوہ میں گھوڑ دوڑ ٹورنمنٹ کا آغاز فرمایا۔ اس کے لئے حضور نے خَیۡلٌ لِّلّٰہِ حَسان کے نام سے ایک کمیٹی بنائی اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو اس کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث صرف گھوڑوں کی افزائش، ان کی عادات کے مطالعہ اور ان کی نگہداشت کے بارے میں ہیں میں نے ان احادیث کو اکٹھا کرنا شروع کیا ہے اور اس مجموعہ کا نام کِتَابُ الْخَیل رکھا ہے۔

(بحوالہ حیات ناصر جلد اول صفحہ 629)

اَطۡعِمُوا الۡجَآئِعَ

قرآن کریم سے اخذ کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلانے کی تحریک کے لئے اَطۡعِمُوا الۡجَآئِعَ کی اسلامی اصطلاح استعمال فرمائی۔

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 642)

آج کی دعا
صحت وسلامتی کی دعا

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیۡ فِیۡ بَدَنِیۡ۔ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیۡ فِیۡ سَمۡعِیۡ۔ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیۡ فِیۡ بَصَرِیۡ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ

(سنن ابوداؤد، کتاب النوم باب مایقول اذا اصبح: حدیث 5090)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے میرے بدن میں آرام دے۔ اے اللہ! میرے کانوں کو سلامت رکھ۔ یا اللہ! میری نظر کو درست رکھ۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

یہ سید ومولیٰ، خیر البشر، خاتم النبیین، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی صحت وتندرستی کی دعا ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کی قدر نہ کر کے بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک صحت دوسرے فارغ البالی۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب لا عیش الا عیش الآخرۃ حدیث: 6412)

مرسلہ: مریم رحمٰن

رپورٹ: سید رضا احمد۔ مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ

مرکزی سالانہ اطفال ریلی 2021ء

مجلس اطفال الاحمدیہ امریکہ

مجلس اطفال الاحمدیہ امریکہ کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکزی سالانہ اطفال ریلی مؤرخہ 28 اور 29 اگست 2021ء کو آن لائن منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ سالانہ اجتماع ملتوی ہونے کے باعث یہ مجلس اطفال الاحمدیہ امریکہ کے تحت منعقد ہونے والا اس سال کا سب سے بڑا پروگرام تھا۔ اطفال ریلی کے ناظم اعلیٰ، عالم زیب خان صاحب نائب مہتمم اطفال اور نائب ناظم اعلیٰ، عاصم احمد صاحب معاون مہتمم اطفال مقرر ہوئے۔ علاوہ ازیں مجلس عاملہ اطفال الاحمدیہ امریکہ کے دس سے زائد ممبران پر مشتمل کمیٹی نے اس پروگرام کی منصوبہ بندی، تیاری اور اطفال کی شمولیت کو یقینی بنانے کے لئے محنت اور تندہی سے کام کیا۔

اطفال ریلی کا آغاز مؤرخہ 28 اگست 2021ء بروز ہفتہ صبح بارہ بجے ہوا۔ افتتاحی تقریب کا آغاز مکرم انور محمود خان صاحب سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ امریکہ کی زیرصدارت تلاوت قرآن کریم اور منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوا جس کے بعد صدر اجلاس نے اطفال سے ''قرب الٰہی کے حصول کے طریق'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ آنمکرم نے سورۃ لقمان کی آیات کی روشنی میں اطفال کو اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کی ترغیب دلائی۔ بعد ازاں سید عادل احمد صاحب مربی سلسلہ نے ''اللہ تعالیٰ کی صفات'' نور محمد صاحب نے ''اسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم''، رحمان ناصر صاحب نے ''اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صحتمند زندگی کے اصول'' اور عاصم احمد صاحب نے ''وقت کا دانشمندی سے استعمال'' کے موضوعات پر اطفال سے خطاب کیا۔ اعظم اکرم صاحب مربی سلسلہ نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کی تصنیف ''ایک عزیز کے نام خط'' کے حوالے سے گزارشات پیش کیں۔ پہلے دن کے اختتام پر عثمان امبو صاحب نائب سیکرٹری رشتہ ناطہ جماعت امریکہ نے دس سال اور اس سے بڑے اطفال کے ساتھ ایک گفتگو بعنوان ''دو مخلص دوست'' کا اہتمام کیا۔

اطفال ریلی کے دوسرے اور آخری دن کا آغاز مؤرخہ 29 اگست 2021ء بروز اتوار تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم ڈاکٹر بلال رانا صاحب سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ امریکہ نے ''سوشل میڈیا کے صحیح استعمال'' پر اطفال کو نصائح کیں۔ آنمکرم نے جدید سوشل میڈیا کے مضرات پر اطفال سے گفتگو کی۔ نیز ان سے بچنے اور سوشل میڈیا کو مثبت رنگ میں استعمال کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہ مکرم محمد احمد چوہدری صاحب صدر جماعت احمدیہ سلیکون ویلی نے ''تعلیمی نظام کو فتح کرنے'' کے موضوع پر گفتگو کی جس میں اطفال کو ابتدائی عمر سے اسکول میں کامیابی حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ لیکچرز کے اختتام پر اطفال کے ساتھ سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ اطفال ریلی کے دوران چار حصوں پر مشتمل ایک آن لائن کوئز مقابلہ کا بھی انعقاد کیا گیا تھا جس میں خطابات سے متعلق سوالات پوچھے گئے تھے۔

اطفال ریلی کے اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم و محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر مدیل عبد اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ نے وعدہ طفل دہرایا۔ منظوم کلام حضرت مصلح موعودؓ کے بعد سید رضا احمد مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ نے اطفال ریلی کی رپورٹ پیش کی۔ نیز دوران سال مجلس اطفال الاحمدیہ امریکہ کے زیر اہتمام ہونے والے مختلف مقابلہ جات میں کامیابی حاصل کرنے والے اطفال کا اعلان کیا۔ ان مقابلہ جات میں شعبہ صحت جسمانی کے زیر اہتمام انفرادی ورزشی مقابلہ، شعبہ تربیت کے زیر اہتمام حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ پر مشتمل ہفتہ وار کوئز مقابلہ، نیز اطفال ریلی کے دوران ہونے والا کوئز مقابلہ شامل ہے۔ رپورٹ کے بعد مکرم امیر صاحب امریکہ نے اطفال سے زندگی کی تمام مصروفیات پر اللہ تعالیٰ سے تعلق کو فوقیت دینے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ مختصر خطاب کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی جو ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہی۔ اطفال نے مکرم امیر صاحب سے مختلف موضوعات پر سوالات کئے جن میں سے بعض یہ ہیں:

تبلیغ کرنے کا سب سے بہترین طریقہ کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کو کیسے ہر وقت یاد رکھا جائے؟

اگلے جلسہ سالانہ امریکہ کا انعقاد کب ہوگا؟

اس نشست سے تمام اطفال، والدین اور تمام حاضرین علمی و روحانی طور پر بہت محظوظ ہوئے۔ اجلاس کے آخر میں مکرم صدر صاحب مجلس نے تمام شاملین اور مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کے ساتھ اطفال ریلی کا اختتام کیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ مجلس اطفال الاحمدیہ امریکہ کو مرکزی اطفال ریلی منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ ریلی میں تقریباً 700 کے قریب اطفال ملک بھر سے بذریعہ زوم شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اطفال ریلی کے انعقاد میں معاون تمام خدام و اطفال اور مقررین کو جزائے خیر عطا کرے اور ان کو خدمت دین میں بڑھاتا چلا جائے۔ نیز اللہ تعالیٰ امریکہ کے اطفال کو خلافت احمدیہ سے ہمیشہ وابستہ رکھے اور مستقبل میں جماعت احمدیہ کا علمبردار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: ایک صابر باپ سے یادگار ملاقات...... از صفحہ 5

واقعہ کی آنکھوں دیکھی داستان سننے میں مگن تھے کہ یکدم اس بوڑھی لڑکھڑاتی آواز میں مضبوطی پیدا ہوئی۔ میں نے ان کی طرف دیکھا تو کرسی سے ٹیک ہٹا چکے تھے۔ انہوں نے جوشیلے انداز میں سینہ تان لیا اور اپنے سینے پر مکا مارتے ہوئے گویا ہوئے کہ

’’پورے لاہور میں سے میں وہ خوش نصیب باپ ہوں جس نے اس دن اپنے دو جوان کندھے احمدیت کے لئے پیش کر دیئے۔ یہ فخر اور سعادت صرف مجھے نصیب ہوئی اور کسی کو نہیں۔‘‘

میں حیرانگی سے اس بوڑھے وجود کی آنکھوں کی چمک دیکھنے لگا۔ اگر یہ فخر دنیا میں اتنا بڑا اعزاز ہے تو آخرت میں کتنا نمایاں اعزاز ہوگا۔

باتیں کرتے کرتے کئی بار انہوں نے بطور میزبان چائے نوش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ ان سے اس دلخراش واقعہ سننے کی محویت کے سبب بالآخر یخ بستہ چائے وہیں چھوڑ کر بوجھل دل کے ساتھ ہم نے واپسی کی راہ لی۔

دسمبر 2018ء میں اچانک صوبیدار صاحب کی وفات کی اطلاع ملی۔ ان کی صاحبزادی ان کا جنازہ ربوہ لائیں۔ ان کے چار بیٹوں میں سے کوئی اس وقت جنازے کو کندھا دینے کے لئے موجود نہ تھا لیکن اس منفرد اعزاز نے انہیں کئی کندھے نصیب کر دئے اور کئی لوگوں نے اس سعادت میں حصہ لیا۔

اس ایک ملاقات نے اس وجود کی عظمت دل میں ایسی قائم کی کہ آج بھی وہ گلوگیر آواز دل و دماغ پر دستک دے کر کہتی ہے کہ

’’پورے لاہور میں سے میں وہ خوش نصیب باپ ہوں جس نے اس دن اپنے دو جوان کندھے احمدیت کے لئے پیش کر دیئے۔ یہ فخر اور سعادت صرف مجھے نصیب ہوئی اور کسی کو نہیں۔‘‘

26 دسمبر 2018ء کو آپ کی وفات ہوئی اور اسی روز قریباً چھ بجے شام دارالضیافت ربوہ میں ہی نماز جنازہ ادا کی گئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُرشفقت اجازت سے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل میں ہوئی۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

ایک تصحیح

مضمون نگار اپنے مضامین میں آیت قرآنی کا حوالہ ترجمہ کے ساتھ دیتے ہیں جو درست نہیں۔حوالہ آیتِ قرآنی کے ساتھ آنا چاہیئے اور الفضل آن لائن کے فارمیٹ میں حوالہ یوں دیا جاتا ہے۔ (البقرہ:21)

نیز بعض دوست ترجمہ آیت قرآنی پر Inverted comma ڈال دیتے ہیں۔ یہ بھی درست نہیں۔ ہاں ترجمہ اگر کسی جگہ سے لیا گیا ہو تو اس کا حوالہ نیچے دیا جاسکتا ہے جیسے ترجمہ از تفسیر صغیر یا ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ۔ اسی طرح اگر دو سے زائد آیات یا صفحات کا حوالہ دینا مقصود ہو تو چھوٹا فگر (ہندسہ) دائیں طرف آئے گا جیسے (البقرہ: 17۔ 20) نہ کہ (البقرہ: 20۔ 17)۔ اور کتاب کا حوالہ یوں دیں۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 150۔ 153) نہ کہ (150-153) کیونکہ اردو رسم الخط میں آپ دائیں طرف سے عبارت کو پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا

(ایڈیٹر)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اسلامی پردہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ جانتے نہیں کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا، ٹھوکر سے بچیں گے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 29 ایڈیشن 2018ء یوکے)

مرسلہ: شیخ مجاہد شاستری۔ قادیان

اعلان ولادت

- مکرم ظہیر احمد طیب۔ مربی سلسلہ اعلان کرواتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل واحسان سے خاکسار کو مورخہ 9 ستمبر 2021ء کو ایک بیٹی اور بیٹے کے بعد دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ نومولود کا نام عفان ہادی تجویز ہوا ہے۔ اور یہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم نعیم احمد خان کا پوتا اور مکرم نذیر احمد حال مقیم انگلینڈ کا نواسہ ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح، خادم دین، صحتمند، باعمر اور نافع الناس وجود بنائے جو خلافت سے حقیقی معنوں میں وابستہ ہو اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ آمین یارب العالمین۔

طلوع وغروب آفتاب

28 ستمبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:55	18:11
مدینہ منورہ	04:55	18:12
قادیان	04:59	18:17
ربوہ	04:39	17:57
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:29	18:47

اعلانِ دعا

- مکرمہ قدسیہ نور والا۔ ناروے سے اعلان کرواتی ہیں:

ہماری نومبائع بہنیں مکرمہ کنیز بتول نجمہ اور مکرمہ جاریہ بتول کے لئے خاص دعا کی درخواست ہے۔ اللہ اور اسکے مہدی کی سچائی کی خاطر قربانیاں دے رہی ہیں۔ اللہ قبول کرے اور ان کی ہر مشکل آسان کر دے اور ہر شر، بیماری اور تکلیف سے بچائے رکھے آمین

قارئین الفضل تمام اسیران راہ مولیٰ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔